© rasailojaraid.com

روس کے ساتھ وسطی ایشیا کا الحاق اور سوویٹ فن تاریخ نگاری (بزبان روسی)

مؤلف: جی۔ اے۔ احمد زینوف

اشاعت: تاشقند (ازبکستان)

سالِ اشاعت: ۱۹۸۹ء

صفحات: ۱۵۶

سامراجی روس نے زار کی حکومت کی توسیع کے لئے ایشیا میں بہت سی جنگیں لڑی ہیں۔ اس نے ۱۹ویں صدی کے وسط سے لے کر ۲۰ویں صدی کے شروع ہونے تک کے درمیانی عرصے میں وسطی ایشیا [جسے روسی جارحیت سے پہلے ترکستان کہا جاتا تھا] کا الحاق اپنے ساتھ کر لیا۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد وسطی ایشیا میں روسی استعمار کی جگہ سوویت کمیونسٹ اقتدار نے لے لی اور روسی ہاتھوں کی تبدیلی سے استعماری جبر و استبداد میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

زیرِ نظر کتاب میں مؤلف نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ وسطی ایشیا جب ایک نظام سے دوسرے نظام، یعنی جاگیرداری سے سرمایہ داری اور بالآخر سرمایہ داری سے "بالفاظ مؤلف "ترقی پسندانہ نظامِ اشتراکیت" کے دور میں داخل ہوا ہے تو اس علاقے میں کس طرح سماجی، ثقافتی، سیاسی اور دیگر تبدیلیاں رونما ہوئیں۔

روس کے ساتھ غیر روسی علاقوں کے الحاق پر لکھتے ہوئے سوویت مؤرخین نے مارکسی اور لینینی نظریات پیش نظر رکھے ہیں یعنی تاریخ میں سب کچھ طبقاتی جدوجہد اور بورژوا طبقے کی طرف سے کیے گئے استحصال کے باعث ہوا تھا۔ سوویت مؤرخین نے اس سلسلے میں ایک عجیب روّیہ اپنایا ہے۔ ایک طرف وہ کہتے ہیں کہ زاروں کے عہد اقتدار میں وسطی ایشیا کو نوآبادی کی طرح لوٹا گیا۔ لیکن دوسری طرف وہ روسی توسیع پسندی کی مذمّت نہیں کرتے، بلکہ اسے حق بجانب قرار دیتے ہیں جیسے یہ ان کا پیدائشی حق تھا جو قانونی طور پر انھوں نے سوویٹ حکمرانوں کو منتقل کر دیا تھا اور سوویٹ کمیونسٹ پارٹی نے جیسا کہ پارٹی کے وفادار یقین رکھتے تھے، وسطی ایشیا کے معاشرے سے ہر قسم کے استحصال، عدم مساوات اور ناانصافی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے والے کا کردار ادا کیا ہے۔

روس کے ساتھ الحاق سے پہلے ترکستانیوں کی زندگی میں اسلام ایک غالب عنصر تھا۔ کتاب میں اسلام کو دانستہ طور پر ایک پسماندہ نظام دکھاتے ہوئے یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ زاروں کے نوآبادیاتی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

استعمار کی بدولت ترکستانیوں کی حالت پہلے سے بہتر ہو گئی تھی۔ تاریخی تبدیلیوں کے بارے میں مذکورہ مادی زاویۂ نظر سوویت تاریخ نگاری میں معروضیت کے فقدان کی نشاندہی کرتا ہے۔ ان کے تجویز کردہ معیاروں کے مطابق ترکستان نے پہلے زاروں اور پھر سوویت حکمرانوں کے زیر تسلط اپنے ہمسایہ مسلم ممالک اور تیسری دنیا کے دیگر ملکوں کے مقابلے میں زیادہ ترقی کی ہے۔

سوویت مارکسی مؤرخین یہ تصوّر عام کرنا چاہتے تھے کہ اشتراکیت کو، جو اشمالیت کا لازمی مرحلہ ہے، ہر معاشرہ دوسرے نظاموں کو ترک کرتے ہوئے قطعی نظام کے طور پر اپنے ہاں رائج کردے۔ وہ اس سماجی اور ثقافتی یک رنگی کی جانب دھیان نہیں دے سکے جو روسی تسلط سے پہلے وسطی ایشیا کے رہنے والوں کے درمیان صدیوں سے موجود چلی آ رہی تھی۔ تاہم مؤرخین اس حقیقت پر متفق دکھائی دیتے ہیں کہ وسطی ایشیا کے لوگ قومی اور نسلی اختلافات کے باوجود ایک گروہ ہی میں آتے ہیں اور ان کے درمیان یکجائی کا واحد عنصر مذہب ہے۔

زیرِ نظر تحقیقی مقالہ اپنے موضوع پر ایک اچھا تعارف ہے۔ اس میں تقریباً ان تمام سوویٹ مؤرخین کی تصنیفات کی تفصیل دے دی گئی ہے جنھوں نے اس موضوع پر کام کیا ہے۔ تاریخی واقعات خوبصورتی سے بیان کردیے گئے ہیں کہ مسلم علاقے کس طرح مختصر مدت میں روس کے زیر نگیں ہو گئے تھے۔

مؤرخین، سماجی علوم کے ماہرین اور اہل علم وادب کے لئے یہ ایک کارآمد مطالعہ ہے۔

روس کی مقبوضہ مسلم ریاستیں

مؤلف: مفتی محمد رفیع عثمانی

ناشر: شعبۂ تحقیق متحدہ علماء کونسل پاکستان، اسلام آباد

صفحات: ۱۹

اشاعت: دسمبر ۱۹۹۱ء

قیمت: درج نہیں

معروف دینی ادارے "دارالعلوم کراچی" کے مفتی محمد رفیع عثمانی نے اپنے اس کتابچے میں جو ۱۹۸۹ء میں کسی وقت تحریر کیا گیا تھا، روس کے اشتراکی انقلاب (۱۹۱۷ء) کے بعد اندجان کے ایک صاحب علم مہاجر اعظم ہاشمی کے حوالے سے وسطی ایشیا کے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کا تذکرہ کیا ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے مسلم ممالک میں کمیونسٹوں کے ہتھکنڈوں کا جائزہ لیا ہے اور بالخصوص جس طرح انہوں نے افغانستان میں پنجے گاڑھنے کی کوشش کی۔ اس موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے افغان جہاد کی متوقع کامیابی کا تذکرہ کیا ہے جو ایک حد تک کامیاب ہوچکا ہے۔

© rasailojaraid.com